ہم ہندوستانی عوام دستورِ ہند کی حمایت میں کھڑے ہیں

شہریت ترمیمی بل / شہریت ترمیمی قانون 2019 / کو مسترد کرو
شہریت کا قومی رجسٹر نہیں چاہئے

ہم ہندوستانی عوام، اپنی شہریت پر سوال اٹھانے کے اقدام کے خلاف احتجاج کرتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ ہندوستان کو مذہبی خطوط پر تقسیم کرنے کی سازش ہے۔ ہمیں ہماری شہریت قانون اور دستورِ ہند نے عطا کی ہے اور ہم اپنی آخری سانس تک اس کی حفاظت کریں گے۔
گزشتہ 6/ سال سے ہندوستانی قومیت اور شہریت پر رجعت پسندانہ حملوں اور ان کی آئینی بنیادوں کی تشکیل نو کے لئے واضح طور پر سیاسی سرگرمیاں جاری ہیں۔ خاص طور پر اب جبکہ شہریت ترمیمی بل 2019/ پاس ہو گیا ہے اور جسے صدر جمہوریہ کی منظوری بھی مل گئی ہے اور دوسری بات یہ کہ اسے نہایت عجلت میں پاس کیا گیا اور کل ہند سطح کے شہریت کے قومی رجسٹر کے طریقہ کار پر باضابطہ بحث بھی نہیں ہونے دی گئی۔

آسام گزشتہ کئی دہائیوں سے اب تک اپنی شہریت پر حملوں سے جوجھ رہا ہے۔ حکومت صرف ایک قانون (شہریت ترمیمی بل / شہریت ترمیمی قانون 2019) کے ذریعہ اس بات کو یقینی بنانا چاہتی ہے کہ ہندوستانیوں کے ایک مخصوص گروپ کو آسام کے شہریت کے قومی رجسٹر سے خارج کئے جانے سے 'محفوظ رکھا جائے'۔ ظاہر ہے کہ اصل نشانہ ایک دوسرا گروپ ہے، آسام اور ہندوستان کے مسلمان۔
لیکن ایک بار یہ تماشہ شروع ہو گیا تو پھر اس اذیت اور جھنجھٹ سے کوئی نہیں بچے گا۔ دوسری ریاستوں میں جا کر کام کرنے والے مزدور،

چھوٹے کسان، ادیواسی اور جنگلوں میں رہنے والے دیگر قبائل، دلت اور بہوجن سماج کے لوگ، ایک ایک کر کے سب اس غیر آئینی عمل کا نشانہ بنیں گے۔ شہروں میں بسنے والے لاکھوں عوام جو مختلف وجوہات کی بنا پر اپنے گھروں سے بے گھر ہوئے ہیں، جیسے کہ کسی پروجیکٹ کی وجہ سے (پروجیکٹ کی وجہ سے منتقلی)، انسانوں کے پیدا کردہ کسی المیہ (فساد، قتل عام) کی وجہ سے، قدرتی آفات (سیلاب، آگ، زلزلہ یا کوئی اور حادثہ) کی وجہ سے۔ ان کے پاس اپنی پیدائش، زمین یا گھر کے تعلق سے کوئی ایسی دستاویز نہیں ہوتی جو اس بے تکی کارروائی کے لئے اطمینان بخش ہو۔

ہمیں یہ کہنا ہے کہ سی اے بی/سی اے اے 2019ء کو مسترد کرو
این آر سی اب نہیں چاہئے

شہریت ترمیمی بل/شہریت ترمیمی قانون 2019ء کیا ہے؟

دستور ہند کی دفعہ ۱۱ر کے تحت تشکیل دیا گیا قانون شہریت 1955ء پیدائش، الحاق، رجسٹریشن، اور غیر ملکیوں کو اپنانے کی بنیاد پر شہریت دیتا ہے۔ 1950ء سے 1987ء تک یہاں پیدا ہونے والا ہر شخص ہندوستان کا شہری ہے۔ 1987ء کے بعد اس کی پیدائش کے علاوہ اس کے والدین میں سے بھی کوئی ایک فرد ہندوستان میں پیدا ہوا ہو۔ 2004ء کے بعد سے اس کے والدین میں سے اگر کوئی ایک ہندوستان میں پیدا ہوا ہے تو دوسرا فرد غیر قانونی تارک وطن نہیں ہونا چاہئے۔

شہریت ترمیمی بل 2019ء (شہریت ترمیمی بل/شہریت ترمیمی قانون 2019) میں اس بات کا وعدہ کیا گیا ہے کہ تین اسلامی ممالک، پاکستان، افغانستان اور بنگلہ دیش سے جو 'ستائی گئی اقلیتیں' 2014ء سے قبل ترک وطن کر کے ہندوستان آگئی ہیں، انہیں پناہ اور شہریت دینے کی درخواستوں کو قبول کیا جائے گا۔ اس ترمیمی بل میں خصوصی مراعات ان تینوں ممالک کے ہندوؤں، سکھوں، بدھسٹوں، جینیوں، پارسیوں اور عیسائیوں کی دی گئی ہیں، لیکن مسلمانوں کو اس سے باہر رکھا گیا ہے۔ مثال کے طور پر احمدیہ، صوفی یا سیاسی مخالفین کا، جنہیں یقینی طور پر پاکستان میں ستایا جاتا ہے، اس بل میں کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ اسی طرح سیاسی مخالفین یا پناہ حاصل کرنے کے متمنی دیگر افراد مثلاً میانمار کے روہنگیا اور سری لنکا کے تاملوں کا بھی کوئی تذکرہ نہیں ہے۔

پہلی بار سرکاری سطح پر یہ کوشش کی جارہی ہے کہ نہ صرف کچھ عقائد کے ماننے والوں کو خصوصی مراعات دی جائیں بلکہ اس کے ساتھ ایک دوسرے عقیدے کے ماننے والوں یعنی مسلمانوں کو دوسرے درجہ کا شہری بنادیا جائے۔ یہ سی اے بی۔ سی اے اے 2019ء نہ صرف دستور ہند کے سیکولر اصولوں کی نفی کرتا ہے بلکہ اس کی دفعات 14،13،15،16، اور21ء کی خلاف ورزی بھی کرتا ہے، جن کے تحت حکومت ہند کی جانب سے مساوات کا حق، قانونی مساوات،اور غیر جانبدارانہ رویہ کی ضمانت دی گئی ہے۔

سی اے بی 2019ء حکومت کے تمام تر دعووں کے باوجود ہندی، گجراتی، مراٹھی یا تامل بولنے والے ہندوؤں کو نہ توشہریت دے سکتا ہے اور نہ دے گا، کیونکہ وہ کیسے ثابت کریں گے کہ وہ پاکستان، بنگلہ دیش یا افغانستان سے آئے ہیں؟

آسام میں این آرسی

این آر سی ایک ایسی دستاویز ہے جو سب سے پہلے آسام میں، 1951ء میں اس سال کی مردم شماری کی بنیاد پر تیار کی گئی تھی۔ کئی دہائیوں تک آسام کی لسانی اور مذہبی اقلیتیں اس خوف کے سائے میں جیتی رہیں کہ انہیں کبھی بھی 'بیرونی'، 'غیر ملکی'، یا غیر قانونی تارک وطن قرار دیا جاسکتا ہے۔ یہ 'بیرونی' کا مسئلہ آسام میں سو سال پرانا ہے۔ یہ اس وقت شروع ہوا تھا جب برطانیہ نے آسام میں جنگلوں کی کٹائی اور کاشت کاری کے لئے بنگال کے غریب مزدوروں کو لانا شروع کیا تھا۔ اور پھر خود برطانیہ نے ہی اسے ایک مسئلہ بھی بنادیا تھا۔ اپنی پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو پالیسی کے تحت اس نے تفرقہ کی آگ کو ہوا دی اور آسام کو تشدد کی آگ میں جھونک دیا۔ اس کے نتیجے میں بیرونی افراد کے خلاف عوامی تحریکیں شروع ہوئیں، بڑے پیمانے پر تشدد پھوٹ پڑا، فسادات ہوئے اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ غیر ملکیوں کی تلاش کے لئے متوازی سرکاری کارروائیاں شروع ہوئیں جو اکثر ایک دوسرے سے مختلف تھیں۔

برسوں کے تشدد کے بعد جس میں ہزاروں افراد مارے گئے، 1985ء میں آسام سمجھوتے پر دستخط ہوئے، جس کے تحت شہریت کا ایک رجسٹر تیار کرنے اور این آر سی کو اپڈیٹ کرنے کا راستہ ہموار ہوا۔ ایسا سمجھا گیا تھا کہ اس طرح آسام میں امن قائم ہوجائے گا اور آسام میں کون ہندوستانی ہے اور کون بیرونی کا مسئلہ ہمیشہ کے لئے حل ہوجائے گا۔ این آر سی غالباً وہ واحد دستاویز تھی جسے بڑے پیمانے پر عوام کی حمایت حاصل تھی اور جس کی نگرانی سپریم کورٹ خود کررہا تھا۔ اس کے لئے تمام متعلقہ افراد اور تنظیموں، یعنی طلباء کی یونین، شہریوں کے گروپ اور سیاسی پارٹیوں کا تعاون حاصل کیا گیا تھا کہ این آر سی کے اصول کیا ہوں گے، یعنی ثبوت کے لئے کون سی دستاویزات ضروری ہوں گی اور کیسے استعمال کی جائیں گی۔

لیکن اس کے باوجود جو حتمی این آر سی سامنے آیا اس نے سب کو مایوس کیا۔ 'منصفانہ اور داخلی ہونے کے بجائے اس نے آسام کے عوام کی اذیت اور ابتری میں اضافہ کردیا۔ پانچ سال کی محنت شاقہ اور تقریباً 1220ء کروڑ روپے خرچ کرنے کے بعد یہ فہرست تیار ہوئی، جسے

31/اگست 2019/ کو ریلیز کیا گیا اور جس نے 19/لاکھ عوام کو آسامی شہریت سے خارج کر دیا۔ اس سے پہلے مختلف مرحلوں پر تین کروڑ بیس لاکھ افراد نے درخواست دی تھی، جن میں سے پہلے ایک کروڑ بیس لاکھ افراد کو اور بعد میں چالیس لاکھ افراد کو خارج کر دیا گیا تھا۔ تمام متعلقہ فریقین سے مل کر تفصیلی اصول تیار کرنے کے باوجود، جیسے جیسے سیاسی ہوا کا رخ بدلتا گیا طریقہ کار بھی بدلتا گیا۔ منظور شدہ دستاویزات منسوخ کئے جانے لگے اور لاکھوں ہندوستانی، بنگالی، ہندو، گورکھا، ہندی بولنے والے عوام، راجونشی اور مسلمان، سب کے سب آج خارج ہو چکے ہیں!

سٹیزنس فار جسٹس اینڈ پیس (cjp.org.in) رضاکارانہ طور پر دو سال سے اس سلسلے میں آسام میں کام کر رہی ہے اور اس نے دس لاکھ سے زیادہ لوگوں کے این سی آر فارم بھرنے میں مدد کی انہیں حراستی کیمپوں سے باہر نکالا۔ کئی شہری خودکشی پر آمادہ ہو گئے تھے، ان کی کونسلنگ کی، سپریم کورٹ میں مداخلت کے لئے درخواستیں داخل کیں۔ اس دوران آسام میں ہمارے سات سو رضاکاروں کو جو قیمتی تجربہ حاصل ہوا، اب ہم اسے کل ہند سطح پر این آر سی کے موضوع پر لٹریچر تیار کرنے اور ٹریننگ دینے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔

آل انڈیا این پی آر۔ این آر سی

این پی آر۔ این سی آر (قومی آبادی کا رجسٹر، قومی شہریت کا رجسٹر) کی مخالفت کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ ہمیں بنیادی طور پر ہندوستانی قانون اور آئین پر یقین ہے، جو چند اصولوں کی بنیاد پر سب کو شہریت کا حق دیتا ہے۔ موجودہ کے اے بی/ سی اے اے 2019/ اور آنے والے این پی آر/ این آر سی کا سیاسی مقصد وہی ہے، جو برطانیہ کی پالیسی تھی، یعنی پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو۔ ہمیں ایک بات اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہئے کہ اگر ہم نے ایک مرتبہ حکومت اور بیوروکریسی کو یہ اختیار دے دیا کہ وہ ایک دستاویز کی بنیاد پر یہ فیصلہ کریں کہ کون ہندوستانی ہے اور کون نہیں ہے، تو ہم برسوں کے لئے سماجی اتھل پتھل اور اذیت کے دروازے کھول دیں گے۔

ہندوستان کا این پی آر۔ این آر سی کیسا ہوگا اور وہ کیوں کیا جا رہا ہے؟

1۔ کل ہند این آر سی کی ضرورت کیا ہے؟

حکومت نے یہ جاننے کے لئے کبھی کوئی جامع اور وسیع جائزہ نہیں لیا کہ ہندوستان میں کتنے غیر قانونی تارکین وطن رہ رہے ہیں۔ سرکاری اعداد و شمار کی عدم موجودگی میں این آر سی کن بنیادوں پر تیار کیا جا رہا ہے؟ ہمارے پاس آدھار کارڈ اور اس سے پہلے راشن کارڈ موجود

ہے۔ پھر ہندوستانیوں کو ایک نئے عمل سے کیوں گزارا جارہا ہے؟

2۔ کن دستاویزات کی ضرورت ہوگی؟

ایک ایسے ملک میں جہاں صرف 58/فیصد پیدائشیں رجسٹرڈ کی جاتی ہیں، جہاں 20/فیصد بچے کبھی اسکول نہیں جاتے، اور 30/فیصد آبادی کام کے سلسلے میں اندرون ملک ترک وطن کرتی رہتی ہے، وہاں دستاویزات کی موجودگی کا تصور کیسے کیا جاسکتا ہے؟ آپ اپنی پیدائش اور چالیس پچاس سال پہلے اپنے والدین کی موجودگی کا ثبوت کیسے دیں گے؟ شادی شدہ خواتین کے لئے تو ان دستاویزات کی عدم موجودگی میں اپنی شہریت ثابت کرنا اور بھی مشکل ہو گا۔ ذرا تصور کیجئے کہ لاکھوں ہندوستانی مطلوبہ دستاویزات حاصل کرنے کے لئے سرکاری دفاتر، اسپتالوں اور ضلعی مراکز کے سامنے قطار لگائے کھڑے ہیں۔ حکومت برسوں تک صرف یہی ایک کام کرتی رہے گی اور ہم لوگ دستاویزات کے لئے قطار لگائے کھڑے رہیں گے!

3۔ تاریخ انقطاع (کٹ آف) کیا ہوگی؟

تاریخ انقطاع وہ ہوگی جس سے پہلے آپ کو اپنی یا اپنے والدین کی موجودگی ہندوستان میں ثابت کرنا ہوگی۔ صرف آسام میں (آسام سمجھوتے کے مطابق) یہ تاریخ تھی 1971۔ باقی ہندوستان میں یہ 1987/ یا 1950/ ہو سکتی ہے۔ تصور کیجئے 70/ سال پرانے دستاویزات تلاش کرنا کیسا ہو گا!

4۔ اخراجات کتنے ہونگے؟

یاد رکھئے کہ ہم یہ بات چیت 2019/ میں کر رہے ہیں جبکہ ہندوستان زبردست معاشی بحران سے جوجھ رہا ہے۔ ہندوستان میں بے روزگاری اڑتالیس سال میں سب سے زیادہ عروج پر ہے۔ ہماری منڈیوں میں صرف پیاز کی قیمت تصور سے باہر پہنچ چکی ہے۔ ۔ صرف ایک ریاست آسام میں تین کروڑ بیس لاکھ افراد کی شہریت کی جانچ کرنے پر 1220/ کروڑ روپے خرچ ہوئے تھے۔ انفرادی طور پر خاندانوں نے اپنی جائدادیں اور دیگر سامان بیچ کر اس کام کے لئے جو اخراجات برداشت کئے وہ صرف 44/ لاکھ خاندانوں کے لئے 7836/ کروڑ روپے ہیں۔ اب جن 19/ لاکھ افراد کو خارج کیا گیا ہے، انہیں آسام کے فارینرس ٹربونل (FTs) کے سامنے پیش ہونے کے لئے مزید رقم خرچ کرنا ہوگی، جو 1182000/ کروڑ روپے سے کم نہیں ہوگی!

ہندوستان کی آبادی 134/ کروڑ ہے ایک سادہ تخمینے کے مطابق ہندوستان کو اس پر کم سے کم 55000/ کروڑ روپے خرچ کرنا ہونگے۔
اب اسے اس پس منظر میں دیکھئے کہ ہندوستان کی وزارت صحت اور خاندانی بہبود کا سالانہ بجٹ 65000/ کروڑ روپے ہے۔
اب سوال یہ ہے کہ کیا ہندوستان کل ہند این آر سی کا بوجھ برداشت کر سکتا ہے؟

5۔ کیا حکومت ہماری شہریت پر سوال کر سکتی ہے؟

کسی بھی حکومت کو یہ اختیار دینا کہ وہ چند دستاویزات کی بنیاد پر 134/ کروڑ ہندوستانیوں کی شہریت کا تعین کرے، اسے غیر معمولی اور غیر جمہوری اختیارات دینے کے برابر ہے، خاص طور پر اس وقت جب اسے روکنے ٹوکنے کے لئے کوئی قانون موجود نہ ہو۔ آسام میں تمام متعلقہ فریقین (سیاسی پارٹیاں، ممتاز شہری، طلباء کی یونینیں، شہری گروپ) سے
مشاورت کے بعد یہ کام شروع کیا گیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود جوڑ توڑ اور گڑبڑ اس عمل میں داخل ہو گئی۔ کیا عوام سے شفاف مشوروں کے بغیر کل ہند پیمانے پر یہ عمل شروع کیا جاسکتا ہے؟ کیا ہم کسی جمہوری ملک میں نہیں رہ رہے ہیں؟

6۔ کیا حکومت اس بات کی اہل ہے کہ وہ ہماری شہریت پر سوال کر سکے؟

ہم میں سے ایسے کتنے لوگ ہیں، جن کے تمام سرکاری کارڈوں پر ان کے صحیح نام لکھے ہوئے ہیں؟ حکومت کا وہ کون سا شعبہ ہے جو انسانی ہمدردی کی بنیادوں پر کام کرتا ہے؟ ایک ایسے ملک میں جس کی بیورو کریسی اور سرکاری دفاتر کا نظام اپنی خامیوں، بدعنوانی اور نااہلی کی لئے مشہور ہیں، یہ کیسے ممکن ہے کہ شہریت جیسا حساس کام 'سرکاری نظام کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے!' آسام میں ساکن علی کو صرف اس لئے حراستی کیمپ میں بھیج دیا گیا تھا کہ اس کے کچھ سرکاری دستاویزات میں اس کے نام کے ساتھ ایک 'ایچ' زیادہ لکھا ہوا تھا۔ اسے پانچ سال حراستی کیمپ میں گزارنا پڑے۔ سبرو تو ڈے کی حراستی کیمپ میں موت واقع ہو گئی۔ ہندوستان کے پانچویں صدر فخرالدین علی احمد کا نام این آر سی میں شامل نہیں تھا۔ ایک سابق فوجی آفیسر اور کارگل جنگ کے ہیرو کو حراستی کیمپ میں بھیج دیا گیا تھا، جہاں سے وہ بعد میں ضمانت پر رہا ہوا۔

7۔ اگر این آر سی میں آپ کا نام شامل نہیں ہوا تو کیا ہوگا؟

اس سوال کا جواب حاصل کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ آسام کے تجربہ پر غور کیا جائے۔ آسام میں مشتبہ 'غیر ملکیوں' اور ان افراد کو جن کے نام این آر سی میں شامل نہیں ہوئے تھے، 'فارینرس ٹربیونلس' نامی نیم عدالتی اداروں کے عمل سے گزرنا پڑا۔ ان ٹربیونلس کے

دروازے عوام اور صحافیوں کے لئے بند رہتے ہیں۔ وہاں کیا ہوتا ہے، کسی کو پتہ نہیں۔ یہ ادارے کس طرح کسی کو غیر ملکی قرار دیتے ہیں، یہ ان کی اپنی مرضی پر منحصر ہے۔ کبھی تو چند لمحوں میں فیصلہ ہو جاتا ہے اور کبھی برسوں تک کیس چلتے رہتے ہیں۔ ایک مرتبہ اگر کسی کو غیر ملکی قرار دے دیا گیا تو پھر اسے حراستی کیمپ میں بھیج دیا جاتا ہے۔ ان حراستی کیمپوں میں خاندان کے افرد کو الگ الگ رکھا جاتا ہے اور وہاں جینے کے حالات غیر انسانی اور بھیانک ہیں۔ چونکہ ہندوستان کا بنگلہ دیش کے ساتھ غیر قانونی تارکین وطن کی منتقلی کا کوئی معاہدہ نہیں ہے، اس لئے 70 / سالہ پاربتی داس کو اس کیمپ میں کئی برس گزارنا پڑے۔ اپنے پیاروں سے الگ ہو کر تنہائی میں وہ آہستہ آہستہ گھلتی رہی۔ حالانکہ وہ بنگلہ دیشی نہیں ہے!

سوال یہ ہے کہ اگر آپ غیر ملکی ہیں تو بھی کیا آپ اس سلوک کے مستحق ہیں؟

قومی آبادی کا رجسٹر (این پی آر)

حکومت ہند نے اعلان کیا ہے کہ وہ اپریل 2020 / سے ستمبر 2020 / تک یہ جاننے کے لئے کہ ہندوستانی شہری کون ہیں، گھر گھر سروے کروائے گی۔ بظاہر یہ نہایت بے ضرر عمل نظر آتا ہے، لیکن اس این پی آر کی بنیاد پر ہی کل ہند این آر سی تیار کیا جائے گا۔ گھر گھر سروے کے بعد ناموں کی شمولیت کی فہرست جاری کی جائے گی اور جن کے نام اس این پی آر فہرست میں نہیں ہوں گے، انہیں اس کے خلاف اپیل کر کے ڈسٹرکٹ رجسٹرار کے سامنے ضروری کاغذات پیش کرنا ہونگے۔ پھر ڈسٹرکٹ رجسٹرار فیصلہ کرے گا کہ وہ شخص ہندوستان کا شہری ہے یا نہیں۔ تو جب یہ سرکاری افسر ہمارے دروازے پر آئیں گے تو کون سے دستاویزات طلب کریں گے؟ کون سے دستاویزات رجسٹرار کو مطمئن کر سکیں گے؟

جیسا کہ حکومت کا عام طور پر کام کرنے کا انداز ہے، اس نے اب تک یہ نہیں بتایا ہے کہ اس گھر گھر سروے میں کون سے اصول استعمال کئے جائیں گے؟ کون سے دستاویزات کام آئیں گے اور کون سے نہیں؟ اتنا اہم کام کس طرح کیا جائے گا؟ کون سے کسوٹیاں استعمال کی جائیں گی؟

ہندوستانی کون ہے؟

کیا کاغذ کے کچھ ٹکڑوں کی ملکیت ہی ہمیں ہندوستانی بناتی ہے؟ کیا کسی خاص مذہب میں پیدا ہونا ہی ہمیں ہندوستانی بناتا ہے؟ کیا کسی خاص سیاسی نظریہ پر یقین رکھنے سے کوئی دوسروں سے زیادہ ہندوستانی ہو جاتا ہے؟ کون فیصلہ کرے گا کہ کون ہندوستانی ہے؟

یہ سب تنگ توضیحات ہیں، ایسے عوام کے لئے جنہیں اپنے ملک کی قدیم تہذیب پر ناز ہے، جہاں چند میلوں کے فاصلے پر زبان، رنگ اور ذائقے مکمل طور پر بدل جاتے ہیں، جہاں دنیا کے کچھ عظیم فلسفے پیدا ہوئے، جو ہزاروں سال سے موضع بحث بنے ہوئے ہیں۔ ایسے ملک میں کوئی ایک نظریہ ہندوستانی نظریہ ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ کوئی واحد تعریف نہیں ہے جو یہ فیصلہ کر سکے کہ کون ہندوستانی ہے اور کون ہندوستانی نہیں ہے۔

اپنے خیالات اس ای میل پر بھیجیں info@cjp.org.in

یا اس نمبر پر رابطہ کریں۔ 7506661171 +91

Twitter : @cjpindia

Instagram : @cjpindia

Facebook : facebook.com/cjpindia